www.oqasa.org

اے انبیاء علیہ السلام کی امتوں کے سیاسی رہنمائو !کیا تم ان انبیا علیہ السلام کو مانتے ہو! انکی الہامی کتابوں پر ایمان رکھتے ہو!کیا یہ حقیقت نہیں کہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدان ،مذہبی جماعتوں کے سیاسی رہنما، ملک کے حکمران مذہبی نظریات اور تعلیمات کو ایک دجال کی طرح کچلتے جا رہے ہیں !

عنایت اللہ

یہ جہانِ نو، یہ جہان رنگ وبو، یہ دھرتی ، یہ کائنات ، یہ میخانہء حیات وممات ، یہ رات دن ، یہ صبح شام ، یہ نیلگوں آسماں ، یہ دلکش ستارے ، یہ شمس وقمر ، یہ صحراؤبیاباں ، یہ پہاڑودامن ، یہ بادنسیم وشمیم ، یہ دریاؤسمندر ، یہ قصہء مرغ و ماہی ، یہ چرندوپرند ، یہ حیوانات و نباتات ، یہ فضاوخلا ، یہ ندی نالے ، یہ میٹھی پون ، یہ کالے بادل ، یہ سرسبز کھیت ، یہ لہلہاتی فصلیں ، یہ حسین جلوے ، یہ دلربا منظر ، یہ چرند پرند ، یہ نغمہ بلبل ، یہ کوئل کی پکار ، یہ حیوانات ونباتات ، یہ باغ جہاں ، یہ نظام جہاں ، یہ قصہ آدم ، یہ اماں جائے انسان ، یہ نسل انسانی ، یہ حسین وجمیل تخلیق ، یہ شاہکار تخلیق ، یہ آب وگلِ ، یہ جسم وجاں ، یہ عقل وشعور ، یہ ودیعت گویائی ، یہ نور بصیرت ، یہ قوت سماعت ، یہ احساس دلبری ، یہ بستیاں ، یہ رونق بازار ، یہ شہر خاموشاں ، یہ ویرانی سی ویرانی ، یہ دار الفناہ ، اے سلسلہ روز وشب کے مسافرو!اے دلکش ، دلربا قدیم وجدید دنیا میں رہنے والے انسانوں! یہ تو بتاؤ یہ دنیا کس کا گھر ہے! یہ نگارخانہ کس کا ہے! اس جہاں کے نظام کو کون چلاتا ہے! اس جہاں کو کس نے پیدا کیا ہے! یہ مخلوق کس کی ہے! اس کا خالق کون ہے! اس کا مالک کون ہے! یہ جہاں کس کی ملکیت ہے! یہ کب سے ہے اور کب تک رہے گا! اس کا حاکم کون ہے! یہ حسین وجمیل دنیا ، یہ دل کش کائنات ، یہ خوبصورت تخلیق ، یہ دلربا جہانِ رنگ وبو ، یہ زمین ، یہ پانی ، یہ ہوا ، یہ تپش آفتاب ، یہ چاند ستارے ، یہ نیلگوں آسماں ، یہ سیاہ بادل ، یہ میٹھی پون ، یہ بیج ، یہ فصلیں ، یہ درخت ، یہ پھلدار درخت ، یہ میوہ جات ، یہ گل و گلزار ، یہ پھول وسبزہ زار ، یہ بہاروخزاں ، یہ حیوان ونباتات ، یہ خوراک ولباس ، یہ مخفی خزانے یہ سب پیداوار ، یہ ماٹی کے روپ ، یہ پانی کے جلوے ، یہ ماٹی کی مورتی ، اسکے حسین وجمیل نقش ونگار ، یہ شاہکار تخلیق ، یہ حضرت انساں ، یہ خلیفۃ الارض ، یہ نائب خدا ، یہ صبح وشام ، یہ نظام حیات ، یہ مخلوق خدا ، یہ قصہء روزگار ، یہ پیدائش واموات ، یہ گہوارہ طفولیت ، یہ گوشہ لحد ، یہ سلسلہء کائنات ازل سے ایسا ہی چلا آرہا ہے ۔ زمانے کا یہی دستور ہے ۔ ہرشے قانون ازلی کی پابند ہے! انسان کھنکناتی ماٹی سے پیدا کیا گیا ہے ۔ اسی طرح ماٹی کے بطن سے ، پانی کی آبیاری سے پیدا کی ہوئی تمام اقسام کی سبزیاں ، پھل ، میوہ جات ، تمام اقسام کے جانور بکری ، گائے ، بھینس ، تمام اقسام کے چرند اور پرند ، تمام اقسام کا گوشت ، دودھ ، مکھن ، گھی ۔ تمام اقسام کی گندم ، جو ، چاول ، دالیں اور ہرقسم کا چارہ اور تمام اشیا خوردنی ماٹی اور پانی ہی کے روپ کے جلوے ہیں ۔ جو یہ دھرتی پیدا کرتی ہے ، یہ سب کچھ انسان کی بھوک وپیاس اور ضروریات حیات کا سامان ہے ۔ انسان خوراک سے بھوک مٹاتا ہے اور پانی سے پیاس ۔ انسان انہی سے پرورش پاتا ، پروان چڑھتا اور جوان ہوتا ہے ۔ ماٹی مختلف رنگ اور مختلف شکلیں اور مختلف جنسیں پیدا کرتی چلی آرہی ہے ۔ ماٹی ماٹی کو کھاتی ہے ، ماٹی پھر اپنے دیس کو واپس چلی جاتی ہے ۔ زندگی اور موت کا سفر اسی طرح

جاری رہتا ہے۔

یادرکھو! انسان اس جہان فانی میں خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے کفن کو کوئی جیب لگی نہیں ہوتی۔ یہ دنیا اور تمام مخلوق اور یہ حسین وجمیل جہان نو، دارالفناہ کی بستی ہے، یہ دنیا اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، یہ گھر مخلوق خدا کی ساجھی بستی ہے، زمین اسکا فرش، آسمان اسکا چھت ہے، یہ سبزہ وگل، یہ حسین چہرے، یہ مائی ہی کے جلوے ہیں، وہ خالق مطلق ہے، تمام مخلوق اسکی تخلیق ہے، وہ رب العالمین ہے، اس دنیا کی ہر شے فانی ہے، رب ذول جلال کی ذات اقدس ہمیشہ قائم ودائم رہتی ہے۔ اللہ جمیل ویحب الجمال۔ اے ابن آدم اللہ تعالیٰ کے جمالیات کی شان سے آشنائی تیرا نصیب ہو۔ امین۔

انسان اس کائنات کے خالق کی ایک شاہکار تخلیق ہے۔ انسان کو دنیا میں خلیفۃ الارض بنا کر بھیجا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بابا آدم علیہ السلام اور اماں حوا کو تخلیق فرمایا۔ انسان کو ہی ذریعہ آفرینش بنایا۔ اسکی رہنمائی کیلئے سلسلہ پیغمبران جاری فرمایا۔ انسان کو علم سکھایا، انسان کو انسانی رشتوں سے متعارف کروایا۔ ازدواجی زندگی سے آگاہی بخشی۔ میاں بیوی، باپ بیٹا، ماں بیٹی، بہن بھائی، دادی دادا، نانی نانا کے رشتوں کا شعور بخشا۔ آسمان سے محبت کا انمول تحفہ ان رشتوں میں ودیعت کیا۔ انسانی رشتہ کی عظمت اور عزت واحترام کا درس دیا۔ اخوت و محبت کا نور روشن کیا۔ اعتدال ومساوات کا سبق سکھایا۔ مخلوق خدا کو رحم اور شفقت کے دلکش عمل کی رہنمائی فرمائی۔ مخلوق خدا کو عفو ودرگذر کے حسن عمل کی روشنی سے باخبر کیا۔ مخلوق خدا کے ساتھ صبر وتحمل اور بردباری کے طریقہ کار کی شمع روشن کیں۔ حیات وممات کا فلسفہ سمجھایا۔ نیکی بدی، خیر اور شر کا فرق، نیکی اور خیر کی افادیت کی قندیلیں منور کیں۔ اس دارالفناہ کے فانی ہونے کی گرہ کھولی۔ مخلوق خدا کو کنبہ خدا سمجھنے کی راہ ہدایت عطا کی۔ خدمت خلق کی عبادت سے آشنائی بخشی، ادب انسانیت کا سبق سکھایا۔ حقوق العباد کی برتری کے سہانے چراغوں کا نور پھیلایا۔ سادہ زندگی، قلیل ضروریات اور اختصاری زندگی کی آفادیت سے روشناس فرمایا۔ دنیا میں محنت اور اسکے فلاحی ثمرات کی گرہ کھولیں۔ خوف خدا کے جذبے کو انسانی دلوں میں وارد کیا۔ عدل کو قائم رکھنے کی تلقین فرمائی۔ عدل وانصاف کی تلوار سے بدی اور شر کو معاشرے سے ختم کرنے کی افادیت سمجھائی۔ دنیا کو امن وسکون کی آماجگاہ بنانے کے تمام اصول وضوابط اور راستے بتائے۔ تاکہ دنیا خیر کی نگری اور امن کا گہوارہ بن سکے۔ جب تک کسی قوم، کسی ملت، کسی ملک کے افراد ان الہامی اور روحانی دستور حیات اور اسکے اصولوں کے نصاب کی پیروی اور پابندی کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک اس دارالفناہ میں اعتدال ومساوات اور عدل کا رشتہ قائم رہتا ہے۔ مخلوق خدا میں خدمت وادب کی بادشاہی بحال رہتی ہے۔ مخلوق خدا اس فانی دنیا میں حسن عمل، حسن کردار، اخوت ومحبت، ایثار وثار، عفو ودرگذر کی عبادت سے ثرسار رہتی ہے۔ انسانی حقوق کو تحفظ فراہم رہتا ہے۔ دنیا امن کی آماجگاہ بنی رہتی ہے۔ ان فطرتی اصولوں سے سینچا ہوا معاشرہ انسانیت کیلئے فلاح وبہبود کی شمع روشن کرتا رہتا ہے۔ تمام پیغمبران خدا اور تمام انبیا علیہ السلام مخلوق خدا کیلئے رب جلیل کا خیر اور سلامتی کا پیغام لے کر اس دنیا میں یکے بعد دیگرے تشریف لاتے رہے، بنی نوع انسان کیلئے خیر اور فلاح کی رہنمائی ہر دور میں فرماتے رہے، جب تک ان انبیا علیہ السلام کی امتیں انکے نظریات، انکے ضابطہ حیات اور انکے تعلیمی نصاب کی پیری کرتی رہیں فلاح انکا مقدر بنا رہا، دنیا امن کا گہوارہ اور مخلوق خدا کی عزت وتکریم کی روح بحال رہی۔ بابا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک کے تمام پیغمبران اللہ تعالیٰ کی

توحید، عبادت اور فلاح کے اصولوں کی تبلیغ کرتے رہے۔ لیکن داؤد علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام سے لیکر آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ تک چار ایسے پیغمبران اس جہان میں تشریف لائے جن پر اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے چار الہامی کتابوں کا نزول فرمایا۔ توحید پرستی اور عبادت کا راستہ بتایا، ازدواجی زندگی اور انسانی رشتوں کا علم سکھایا، مخلوق خدا کی عزت و تکریم کی گرہ کھولی، قدرت کے قانون، یعنی ایک جیسی متوازن زندگی کا درس دیا۔ تمام پیغمبران کی شریعت کے قوانین اپنے اپنے زمانوں کے تقاضوں کو پورا کرتے رہے۔ بنی نوع انسان کی تربیت بتدریج جاری رہی۔ اس پر کسی قسم کا اعتراض کسی فرد کیلئے مناسب نہیں!۔

یہودیوں کی شریعت کا حلقہ محدود اور قومیت کا رنگ لئے ہوئے تھا۔ یہودی کسی غیر یہودی سے شادی نہ کرتے جسکی وجہ سے وہ ایک قومی مذہب کی بنا پر قائم ہوا، یہ شریعت عالمی سطح پر انسانیت کے تقاضوں کو پورا نہ کرسکتی تھی۔ وہ ایک قومی مذہب بن کر رہ گیا۔ اس مذہب کی آفاقیت قائم نہ ہوسکی۔ عیسائیت میں شادی کا بندھن ایک بیوی اٹل اور ابدی قرار پایا گیا۔ اگر یہ ازدواجی رشتہ نبھ سکے تو قابل صد ستائش اگر نہ نبھ سکے تو ابدی عذاب۔ عیسائی ملت رہبانیت پر مبنی ضابطہ حیات سے منسلک تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمانی بادشاہت کا اعلان کیا۔ عیسائیت نے نرم دلی، اختصاری ضروریات حیات، عفوو درگذر، ایثار و نثار، خدمت خلق اور دنیا کی بے ثباتی کی تعلیمات اور عمل کو فروزاں کیا۔ بھوکوں کو کھانا، پیاسوں کو پانی، ننگوں کو لباس، بیماروں کو شفا، مردوں کو زندہ جیسے عملی معجزوں سے بنی نوع انسان کے دلوں کو تسخیر کیا۔ اس پیغمبر خدا کی نمایاں صفات ترک دنیا یعنی رہبانیت، معجزات کی بارش اور مسیحائی پر مشتمل تھی۔ عیسائیت نے یہودی دور کی فرعونی مادہ پرستی کی تہذیب اور کلچر کو جو عروج پر پہنچ چکا تھا، اس کو روحانیت کی ضرب سے بڑی حد تک ختم کیا۔ جب تک مسیحائی کے مذہب کی تعلیمات، نظریات اور کردار کی بالادستی قائم رہی اس وقت تک لوگ جوک در جوک عیسائیت میں داخل ہوتے رہے۔ جن کی بدولت آج عیسائیت کے ماننے والوں کی تعداد دنیا میں دو ارب سے زیادہ ہے۔ لیکن رہبانیت کی انتہاپسندی نے انسان کی مادی بنیادی ضروریات کو نظر انداز کردیا۔ ایسا کرنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں تھا۔ اعتدال ختم ہونے سے توازن قائم نہ رہ سکا۔ عیسائیت میں مذہب کی حکومت چرچ کے پادریوں کے پاس تھی اور دنیا کی حکومت باشاہوں کے سپرد تھی۔ مذہب اور بادشاہت کے نظام کا تضاد اور انکی آپس کی چپقلشیں اس ملت کے مذہبی نظریات اور کردار کا قتال کرنے میں مصروف رہیں۔ مادہ پرست، غاصب حکمرانوں نے اقتدار کی نوک پر چرچ پر بالادستی مسلط کر لی۔ ان حالات وواقعات کی برتری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حکمرانوں نے مذہب کے نظریات، تعلیمات کو مسخ کرکے رکھ دیا۔ نان کرسچن جمہوریت کا ایک نیا مذہب مادہ پرست دانشوروں نے تخلیق کیا۔ انہوں نے عیسائیت کی نسلوں کو مذہب کے ضابطہ حیات، تعلیمات کو سرکاری سطح پر ختم کرکے ملت کو اسکی روح سے جدا اور الگ کرکے انکو عیسیٰ علیہ السلام کا گستاخ، بے ادب، منکر اور منافق بنا کر رکھ دیا۔ ابن مریم کی امت کی نسلوں کا مذہبی زوال شروع ہوگیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملت انکے نظریات، ضابطہ حیات اور تعلیمات کو ترک کر بیٹھی۔ انکا ملی تشخص اور کردار نان کرسچن جمہوریت کے مادہ پرستی، خودغرضی، مہلک ہتھیاروں کی ایجادات، ان ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال مخلوق خدا کا قتال، اس جہان رنگ و بو کو مسخ کرنے اور بنی نوع انسان کے قتال اور دنیا کی تباہی کا مظہر بن کر ابھری، جسکے بعد، یہ ملت ایک عظیم ٹریجڈی اور المیہ سے دوچار ہوتی

گئی۔اس ملت پر ایسے حکمران مسلط ہوتے رہے جو روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات، تعلیمات اور کردار کے مسیحائی کے عمل کو ایک ایک کرکے کچلنے، مسخ کرنے والے قوانین اور ضابطہ حیات نافذ کرتے رہے جس سے ملت مذہب سے دوری کے فیصلے طے کرتی رہی اور گرجے کے پادری صاحبان حکومتوں کے سامنے بے بس اور انکے زیر اثر ہوتے گئے۔حکمرانوں نے اینٹی کرسچن جمہوریت کا نظام حکومت متعارف اور نافذ کیا، مذہب کا عمل دخل ختم کرکے اسکو چرچ تک محدود کردیا گیا۔صنعتی ترقی اور مادی خوشحالی کیلئے افرادی قوت کو پورا کرنے کیلئے انہوں نے اپنی مستورات کو گھروں سے نکال کر مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے اور مادی خوشحالی کی غرض سے مخلوط معاشرے کی ابتدا کی، مذہب کی چادر اور چار دیواری کے نظام کو توڑا ہر دو زن کے ملاپ نے معاشرے کی مذہبی قدریں بدل کر رکھ دیں، جس کی وجہ سے عیسائی اقوام مذہب کے ازدواجی طرز حیات کو ترک کرکے جنسی آزادی، فحاشی، بدکاری، بے حیائی، زنا کاری کی زندگی سے دوچار ہوتی گئی، اینٹی کرسچن جمہوریت کے عیسائی سیاسی دانشوروں، حکمرانوں نے حکومتی سطح پر اس نظام حیات کی پذیرائی کی، انہوں نے مذہب کے ازدواجی نظام حیات کو ختم کرکے بغیر نکاح شریف کے بچے پیدا کرنے اور وکٹورین چائلڈ ہاؤسز میں پرورش کیلئے جمع کروانے شروع کر دیئے۔نوجوان جوڑے مذہبی ضابطہ حیات سے الگ تھلگ ہوتے گئے، ان سیاسی دانشوروں اور حکمرانوں نے ایک ایک کرکے مذہبی ضابطہ حیات کو روند کر رکھ دیا، اس عظیم ملت کو مذہب کی مسیحائی کی تعلیمات سے الگ کر دیا گیا، دلوں کو تسخیر کرنے والی امت کے الہامی اور روحانی ضابطہ حیات کو حکومتی سطح پر ختم کر دیا گیا، یہ عظیم ملت اپنے ہی عظیم پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح القدس کی الہامی کتاب انجیل مقدس کی تعلیمات کی منکر اور منافق بنادی گئی۔یہ ملت ان غاصب سیاستدانوں اور حکمرانوں کی زد میں آ گئی۔اب انسانیت اور خدمت انسانیت کی تعلیمات کی سرکاری بالادستی ختم کرکے ملت کے کردار کو ظالم اور قاتل کا عملی نمونہ بنا کر دنیا میں پیش کر دیا ہے۔بیماروں کو شفاء عطا کرنے والی ملت جراثیمی بموں سے بیماریاں پھیلانے والے کردار کی مالک بن گئی۔مردوں کو زندہ کرنے والے ملت نائٹروجن اور ایٹم بموں کی خالق اور مخلوق خدا کو نیست و نابود کرنے کے عمل کی وارث بن چکی ہے۔مذہب کی سماجی عمارت کو یہ ملت ریزہ ریزہ کر چکی ہے۔ ملت مذہب کے نظریات، تعلیمات اور مسیحائی کے کردار سے دور اور محروم ہوتی چلی گئی۔جس سے یہ ملت عملی طور پر پیغمبر خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باغی اور منکر بن کر رہ گئی۔آج یہ ملت نمرود اور فرعون کے کردار کا عملی نمونہ بن چکی ہے۔ملت کے الہامی، روحانی پیشواؤں اور مذہب پرست اہل بصیرت افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ عیسائیت اور پوری انسانیت کو ان سیاسی دانشوروں اور انکی اینٹی کرسچن جمہوریت کے اس المیہ سے نجات دلائیں۔جس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے نظریات، تعلیمات، کردار اور انکی تہذیب کو روند کر رکھ دیا ہے۔

آخری نبی الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس جہان میں تشریف لائے۔اسلام نے انسانیت کو الہامی تعلیم کا ایک نیا نظام حیات عطا کیا، عیسائیوں کیطرح چرچ کے پادری کی حکومت اور دنیا کے بادشاہ کی حکومت کو ختم کرکے انکی چپقلشوں سے انسانیت کو محفوظ کر لیا۔اسلام نے انکے برعکس خلافت کا الہامی نظام متعارف فرمایا۔دین اور سیاست ایک ہی شخصیت میں سمو دی۔خلیفہ کو پیغمبر خدا کا نائب مقرر کیا۔عیسائی تثلیث کے نظریہ کے قائل تھے، اسکے علاوہ عیسیٰ علیہ السلام کی ملت نے عیسائیت کے راہبوں، بڑے بڑے فقیروں درویشوں، نامور عظیم شخصیات کے بت اور تصاویر بنا کر انکی پرستش شروع کر دی تھی۔اسلام کا دین، توحید پرستی کا ایک عظیم علمبردار، شرک اور بت

پرستی کا سب سے بڑا دشمن بن کر ابھرا۔ راہب پرستی اور ترک دنیا کی بجائے انسان کی روحانی اور مادی ضروریات کو ملحوظ رکھ کر دونوں میں ایسی دلکش اور روح پرور آمیزش قائم کی کہ تمام روحانی اور مادی تشنگی دور ہوگئی۔ جس سے قلبی اور روحانی سکون کے اسباب پیدا ہو گئے۔ یہودیت کو فرعونیت کے مادہ پرستی، نفس پرستی اور قتل و غارت کے کرداروں کو ختم کرنے اور اسکے باطل ضابطہ حیات سے بچانے اور محفوظ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت یعنی یہودیوں کو آپس میں رشتہ ازدواج اپنانے کیلئے پابند بنایا کہ وہ کسی غیر یہودی کیساتھ شادی نہیں کر سکتے تھے۔ تاکہ فرعونی نسل کے مادہ پرستی، نفس پرستی، اقتدار پرستی اور انسانی قتال جیسی برائیوں سے بچ سکیں۔ لیکن ایک عرصہ کے بعد یہودی امت میں فرعونی قوتیں عود آئیں جو آج تک ان کی پہچان بن چکی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح القدس کو روحانی اور الہامی ضابطہ حیات، اس دار الفناہ کی آگاہی اور رہبانیت کے نظام حیات کا لائحہ عمل عطا ہوا، بیماروں کو شفا اور مردوں کو زندہ کرنے کے معجزات کی روحانی اور الہامی مسیحائی کی طاقتیں عطا ہوئی تھیں۔ جس نے یہودیت کی مادہ پرستی، نفس پرستی، قتل و غارت اور اس دور کی تمام اخلاقی، معاشی، معاشرتی برائیوں کا بڑی حد تک تدارک کیا اور روکا، بنی نوع انسان میں اعلیٰ مذہبی اقدار کا انقلاب رونما ہوا، عیسائیت میں درویشوں، فقیروں اور چند مخصوص شخصیات کے علاوہ رہبانیت کے عمل میں سے گذرنا عوام الناس کے بس میں نہیں تھا۔ اکثر ترک دنیا نہ کر سکنے کے سبب مذہب پر عمل پیرا ہونے کے قابل نہ تھے۔ یہ عظیم ملت اس رہبانیت کے عمل پر زیادہ دیر نہ چل سکی، اسکے پیرو کار پھر اس جہان رنگ و بو میں بری طرح کھو گئے، وہی مادہ پرستی، وہی نفس پرستی، وہی ظلم ستم، وہی قتل و غارت جیسی برائیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو گھیر لیا اور وہ اسی میں وہ گم ہوتی گئی، اس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے، حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی تعلیمات کے علاوہ اسلام نے ایک مکمل ضابطہ حیات ایک جامعہ نظام حیات، ایک شورائی جمہوری نظام اور ایک منفصل حکومتی طریقہ کار پوری انسانیت کو عطا کیا، جسکے ذریعے عمدہ کردار، اعلیٰ صفات، عمدہ اخلاق، بہترین صداقتوں پر مشتمل افراد کا چناؤ اپنے اپنے حلقہ کے عوام کی ذمہ داری بنا دی گئی۔ اس نظام میں کسی سیاسی جماعت یا کسی فرقہ یا کسی آمر کا کوئی عمل دخل نہیں، اسکے ممبران کا چناؤ خیر اور شر کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، بہترین اور لاجواب اوصاف اور اہلیت کے افراد جو حکومتی نظام چلانے کی صلاحیتوں کے وارث ہوتے ہیں انکے ذمہ حکومتی قلمدان سپرد کر دیا جاتا ہے۔ جو دین محمدی ﷺ کے نظام حیات اور ضابطہ حیات، تعلیمات کی خود بھی پیروی کرتے ہیں اور عوام الناس سے بھی کروانے کے پابند ہوتے ہیں۔ یہ نظام ازل سے لیکر ابد تک قابل تقلید ہے۔ جو ہر انسان کیلئے قابل عمل اور ہر شخص کو جائزہ لینے اور تنقید کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اسلام نے رہبانیت کے عمل کو ممنوع قرار دیا۔ دین محمدی ﷺ کی روشنی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد پر عمل پیرا ہونے کا راستہ دکھایا۔ اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی تعلیم دی، کردار سازی کی ملی تشخص اجاگر کیا اور باعمل منفعت بخش معاشرہ تیار کیا۔ مذہب اور سیاست کو ایک ساتھ اکٹھا کر کے انسانی کردار میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ دین محمدی ﷺ نے بنی نوع انسان کو ایک مکمل دستور مقدس عطا کیا۔ مادی اور روحانی ضرریات کو پورا کرنے کیلئے ایک عمدہ آمیزش اور حسین امتزاج پیش کیا، اخوت و محبت، اعتدال و مساوات، خدمت خلق، عبادت و ریاضت، اخلاق حمیدہ، اسوہ حسنہ، دنیا کی بے ثباتی کا درس اور عدل و انصاف کا راستہ دکھایا۔ جس سے مادی اور روحانی تشنگی دور ہوگئی۔ مسلم امہ اور بنی نوع انسان کی نسلوں کیلئے دین محمدی ﷺ نے ایک ایسا ضابطہ حیات طرز حیات اور تعلیمی

نصاب ازل سے ابد تک کی رہنمائی کیلئے مقرر کیا ہے، جو انسانی نسل کی اسطرح تعلیم و تربیت کرتا جس سے ہر انسان رحمت العالمین ﷺ کے عطا کئے ہوئے نظام حیات کی اطاعت کا لباس پہن لیتا ہے اور پوری مخلوق خدا کیلئے رحمت بن کر زندگی گذارتا ہے۔خلق عظیم کا تاج اسکی ملکیت ہوتا ہے۔امانت، دیانت اور صداقت اسکے کردار کا حصہ ہوتا ہے۔خوش خلقی اسکے جسد سے جلوہ گر ہوتی ہے۔حق کے نور کی روشنی اسکا چراغ ہوتا ہے ۔اسکا قلب صداقت کی معرفت سے مالا مال ہوتا ہے۔وہ مجسم حق اور مجسم انوار کا مجسمہ ہوتا ہے۔اسکی گفتگو جیسے پھولوں سے خوشبو نکلتی ہو۔اسکے ہونٹوں پر تبسم ہو تو دل اسیر محبت ہو جاتے ہیں۔اسکی محفل ادب و احترام کی درسگاہ بنی ہوتی ہے۔اسکی خاموشی میں لذت گفتار پائی جاتی ہے۔اسکی لب کشائی اسرار و رموز کے مضراب کا کام کرتی ہے۔اسکے مسکرانے سے کائنات مسکراتی ہے۔اسکا ہر عمل باعث رحمت ہوتا ہے۔اسکے پاس نہ کسی کو جھڑکا دینے، تلخ کلامی کرنے یا نفرت کرنے کا نہ کوئی وقت اور نہ کوئی سوچ ہوتی ہے۔اسکی شخصیت اخوت و محبت کی پیکر اور زندگی اعتدال و مساوات کا خزانہ ہوتی ہے۔اسکی ضروریات قلیل، اسکی خواہشات مختصر، اسکی نگاہ اس دار الفناہ سے آشنا ہوتی ہے۔اسکی پہچان خیر اور شر کی آگاہی بخشتی ہے۔اسکا خمیر صبر و تحمل سے سینچا ہوتا ہے۔اسکی زندگی کا محور عدل پر قائم ہوتا ہے۔اسکی اعلیٰ صفات اور عمدہ صداقتیں عدل و انصاف کو عروج عطا کرتی ہیں۔اسکے حسن کردار کی تجلیاں ظلمات کو روشنی عطا کرتی ہیں۔اسکی زندگی ادب جہاں اور خدمت جہاں میں گم ہوتی ہے۔

دین محمدی ﷺ کے اس تعلیمی نصاب اور اسکی تعلیمی درسگاہوں کے تربیت یافتہ افراد ایسے طیب فطرت، سلیم طبع، خدمت خلق اور ایثار و نثار کے جذبوں کے پیکر، ادب انسانیت میں گم ہوتے ہیں۔اس نظام حیات کی تعلیمات سے جو معاشرہ تیار ہوتا ہے، وہ خوف خدا کا وارث اور الہامی، روحانی تعلیمات کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔ہر فرد نیکی، خیر اور بھلائی کا روشن مینار ہوتا ہے۔وہ حرص و ہوس سے فارغ اور حق پرستی کا شاہکار ہوتا ہے۔اوصاف حمیدہ اسکی زندگی کا لباس ہوتا ہے۔وہ بنی نوع انسان کیلئے بے ضرر مخلوق خدا کیلئے منفعت بخش ہوتا ہے، وہ اونچ نیچ، براہمن و شودر اور طبقات پرستی کی طرز حیات سے نفرت کرتا ہے۔دنیا کی بے ثباتی اور اس جہان فانی کی اصل سے آشنا ہوتا ہے، وہ اس کائنات اور اس جہانِ رنگ و بو اور اس زمین و آسماں اور اس دنیا کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت سمجھتا ہے۔وہ اچھی طرح سے آشنا ہوتا ہے کہ یہ دنیا اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔مخلوق خدا کیلئے یہ ایک عارضی مہمان خانہ ہے۔انسان یہاں مختصر اور قلیل سے وقت کیلئے عارضی طور پر خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ واپس چلا جاتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا آشنا اور اسے من و عن تسلیم کرتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرتا ہے اور اسی کے عطا کئے ہوئے شورائی نظام حکومت کے ارکان کا چناؤ کرتا ہے۔جس سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نظام قائم کیا جاتا ہے دینی تعلیم سے آراستہ اور نظام کائنات کی اعلیٰ اہلیت کے افراد کو شورائی نظام کے فریضہ کو ادا کرنے کیلئے چن لیا جاتا ہے۔اس طرح تمام معاشرے سے ایسے افراد کا چناؤ عمل میں لایا جاتا ہے۔جو امانت و دیانت، عدل و انصاف، اعتدال و مساوات، اخوت و محبت، عمدہ اخلاق بہترین کردار، حقوق و فرائض اور خدمت خلق جیسے دینی ضابطوں کی تعلیمات کی حفاظت کرتے ہیں۔خود بھی انکی اطاعت کرتے ہیں اور ملت سے بھی پابندی کرواتے ہیں۔اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرتے ہیں۔اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کون لوگ ہیں جو اس دینی نظام حیات کو بنی نوع انسان سے چھین چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو انبیا علیہ السلام کی امتوں سے انکی تعلیمات چھین چکے ہیں۔کون

ہیں وہ جو بنی نوع انسان سے دنیا کی بے ثباتی کا درس چھین چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو انسانوں سے اعتدال و مساوات کا حق چھین چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو مخلوق خدا سے اخوت و محبت کی لازوال دولت کو چھین چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو انسانوں میں مادہ پرستی کی آگ کو ہوا دیتے چلے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ معاشی دجال جو ملکوں میں اپنے ہموطنوں سے ہی معاشی طاقت چھین لیتے ہیں۔کون ہیں وہ جو ساری خدائی ہے کنبہ خدا کے نظام کو توڑ رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو انسانوں کے بنیادی حقوق کو غصب کرتے چلے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو انسانوں کو نفرت اور نفاق کی چتا میں دھکیلتے چلے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو انسانوں کو جنگوں کا ایندھن بنائے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو مخلوق خدا کو تباہ کرنے کیلئے ایٹم بم، نائٹروجن بم، گیس بم، جراثیمی بم، ایٹمی پلانٹ، ایٹمی میزائل اور طرح طرح کا اسلحہ تیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو کمزور ممالک پر ان تباہ کن ہتھیاروں سے حملے کرتے معصوم و بے گناہ اور بے ضرر انسانوں کو، انکی بستیوں کو، انکے شہروں کو بلا کسی جواز کے نیست و نابود کرتے چلے جا رہے ہیں۔یہ کون ہیں جو نمرود فرعون اور یزید کے ایجنٹ ہیں جو پیغمبران کی امتوں میں مذہب پرست بن کر گھس آئے ہیں۔کون ہیں جو پیغمبران کے شرم و حیا، پردہ کی دیوار اور ازدواجی زندگی کے نظام حیات کی عمارت کو ریزہ ریزہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔کون ہیں جو مخلوق خدا میں زر پرستی، زن پرستی اور اقتدار پرستی کا دوزخ بھڑکائے جا رہے ہیں۔کون ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے کے ابدی راستہ میں حائل ہو چکے ہیں۔کون ہیں وہ جو مخلوق خدا سے مال و دولت، رشتوں کا تقدس، شرم و حیا، پردہ کی دیوار اور ازدواجی زندگی کا نظام، اخوت و محبت کا آسمانی رشتہ، عدل و انصاف کا عمل اور دین و دنیا کو چھیننے، اسکو مسخ کرتے جا رہے ہیں، دین محمدی ﷺ پر اینٹی کرسچن جمہوریت کے ضابطہ حیات کو مسلط کئے بیٹھے ہیں، جابر آمروں، ظالم بادشاہوں اور مذہب کش اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی رہنماؤں نے جمہوریت کی بالا دستی، ملکوں پر مسلط کر رکھی ہے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کے سلامتی، نرم دلی، ایثار و نثار، اخوت و محبت، عفو و درگذر، صبر و تحمل، عمدہ اخلاق، اعلیٰ صفات اور فطرتی صداقتوں کی تعلیمات کو ختم کر کے ملتوں کے تشخص اور کردار کا حسن مسخ کر رہے ہیں، اینٹی کرسچن جمہوریت کے رہنما مذہب پرست امتوں سے پیغمبران کی تعلیمات اور انکے ضابطہ حیات، نظریات کی سرکاری بالا دستی ختم کر کے متاع پیغمبراں، احکام خداوندی کے ضابطہ حیات کی اطاعت اور انکے نظریات اور تعلیمات کو بنی نوع انسان سے چھین چکے ہیں۔تمام مذہب پرست امتوں کی نسلیں اپنے اپنے پاکیزہ و طیب پیغمبران کے نظریات، تعلیمات اور انکی افادیت سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔

ساری دنیا کی ساری مملکتوں کے سارے آمروں، سارے بادشاہوں اور سارے جمہوریت کے غاصب حکمرانوں پر مشتمل چند نفوس اور انکے نظام حکومت کو چلانے والی اعلیٰ سرکاری مشینری کے قلیل سے افراد نے مذہب پرست امتوں کو یرغمال بنا کر جمہوریت کے پنجرے میں مقید کر رکھا ہے۔انکا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔وہ تو نمرود، فرعون اور یزید کے خانوادے کے لوگ ہیں۔انہوں نے پیغمبران انکی تعلیمات اور نظریات، اخوت و محبت، ادب و خدمت، عفو و درگذر، اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کے فطرتی اصولوں کا دیوالیہ نکال دیا ہے، تمام پیغمبران کی امتیں جمہوریت کے جال میں پھنس چکی ہیں۔اپنے اپنے قیمتی شاہی محلوں کی تعمیر، عمدہ سامان تعیش کی کولیکشن، جاگیروں اور کارخانوں کی ملکیتوں کی دوڑ، منافع خوری کی تجارت، لاتعداد مال و زر کے حصول کی لامتناہی خواہشات کو پورا کرنے

کیلئے ،اینٹی کرسچن جمہوریت کی اسمبلیوں کے ذریعہ، قانون سازی کر کے ملت کی دولت،خزانہ اور وسائل کو لوٹنے اور شاہانہ تصرف میں لانے کا عمل جاری کر لیتے ہیں ۔ان غاصب قوانین اور باطل سسٹم کے عمل نے دنیا میں وحشت اور دہشت پھیلا رکھی ہے۔ اعتدال ومساوات کو کچل رکھا ہے، بنی نوع انسان کو اپنی ذاتی خود غرضیوں اور اپنے اقتدار کی خاطر اور اپنی سلطنتوں کے تحفظ کی خاطر جنگوں ،نفرتوں اور نفاق کی آگ میں بری طرح جھونک رکھا ہے۔ ملک کے کمزور اور نہتے عوام کو اقتدار کی طاقت سے اپنے ہی ملک کے غاصب حکمران چوں چراں نہیں کرنے دیتے۔ اسی طرح کمزور اور بے بس ممالک کو ترقی یافتہ ممالک کے حکمران، طاقت کی تلوار سے کچل دیتے ہیں۔ مخلوق خدا کو نشانہ عبرت بنانا ان کا وطیرہ بن چکا ہے۔ بنی نوع انسان اسی دنیا میں زندگی کی بنیادی ضروریات یعنی خوراک ،لباس ،علاج اور چھت کے حصول کی خاطر سرگرداں اور مارے مارے پھرتے ہیں ،حکمران سرے محلوں ، رائیونڈ ہاؤسز ،شاہی پلیسز میں داد عیش دینے میں مصروف رہتے ہیں، اینٹی کرسچن جمہوریت کا یہ طرز حکومت اور اسکے حکمران ،عبرت کی ایک انوکھی اذیتناک داستان رقم کیے جارہا ہیں۔ یہ ظالم اور غاصب عیش وعشرت میں گم ہیں۔عوام انکے نظام کی چکی میں نفاق اور نفرت کی اذیتوں میں پسی جارہی ہے۔ اسکا تدارک کون کریگا۔ انکی فریاد مالک حقیقی کے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ بادشاہ، آمر اور جمہوریت کے دانشور غاصب حکمرانوں نے مذہب کے الہامی نظریات، ضابطہ حیات اور تعلیمات کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ دنیا میں اعتدال ومساوات کا مذہبی نظام اینٹی کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالادستی اور اسکے قوانین نے ختم کر دیا ہے۔ دنیا میں اینٹی کرسچن جمہوریت نے اخوت ومحبت کے مذہبی پاکیزہ جذبوں کو روند کر رکھ دیا ہے۔ دنیا میں اینٹی کرسچن جمہوریت نے مذہبی تعلیمات کے خلاف مخلوط تعلیم ،مخلوط معاشرہ ،مخلوط حکومت تیار کرنے کا عمل خاص کر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جاری کر رکھا ہے، دنیا میں جمہوریت کے نظام نے آزادی نسواں کے نام پر مخلوط معاشرہ کے ذریعہ مذہبی ازدواجی زندگی کے طیب نظام کو ختم کرنے کی راہ اختیار کر رکھی ہے۔ دنیا میں یہ حکمران پہلے عورت کو آزادی نسواں کے نام پر گھر کی چاردیواری سے باہر نکالتے ہیں۔ پھر مخلوط معاشرہ تیار کرتے ہیں۔ پھر جنسی آزادی دیتے ہیں۔ پھر ازدواجی زندگی کے مذہبی نظام کو اینٹی کرسچن جمہوریت کی بالادستی کی جنسی آزادی کی چتا میں بھسم کر دیتے ہیں، دنیا میں عورت اپنے مجازی خدا کو ڈھونڈتی رہتی ہے۔ اسکی جوانی کو نوچنے والے بدلتے رہتے ہیں، بچے وکٹورین ہاؤسز میں جمع ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا میں عورت کو نہ مجازی خدا ملتا ہے اور نہ ہی وہ زندگی میں ماں کہلاسکتی ہے۔ اس وقت تمام پیغمبران کی تمام امتیں نان کرسچن جمہوریت کے المیہ سے دوچار ہو چکی ہیں۔ دنیا میں اینٹی کرسچن جمہوریت نے مذہبی اقدار اور عدل وانصاف اور انسانی حقوق کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ دنیا میں مخلوط معاشرے کے نظام سے پردہ داری ، بے حیائی ، بدکاری، فحاشی اور زناکاری کو روکنا ممکن ہی نہیں۔ اسی مخلوط نظام حکومت کی وجہ سے امریکن صدر اپنی پرسنل سیکرٹری سے ناجائز جنسی تعلق کا مرتکب ہوا۔ یہ مذہب کے اصول کو توڑنے کا فطرتی نتیجہ تھا۔ اس طرح جمہوریت کا نظام حکومت مذہب کی الہامی تعلیمات کو زندگی کے ہر شعبہ میں نگلتا جارہا ہے، نئی نوجوان نسل کے پاس مخلوط معاشرے کی اس بے حیائی سے بچنے کا نہ کوئی تدارک ہے اور نہ کوئی اور راستہ ہے۔ دنیا میں اینٹی کرسچن جمہوریت پسند حکمرانوں نے مذہب کے ازدواجی زندگی کے ضابطہ حیات کو توڑ کر پیغمبران کی تعلیمات کو مسخ کر دیا ہے۔ انہوں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی سلامتی کی ازدواجی عمارت کو نیست ونابود کر دیا ہے۔ دنیا میں بسنے والے اربوں مذہب پرستوں کو اور خاص کر

پاکستان کے سولہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو بتانا از حد ضروری سمجھتا ہوں، کہ کوئی سیاسی آمر یا حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بالا نہیں ہے، مخلوط معاشرہ دین محمدی ﷺ سے بغاوت، منافقت اور اسکی بے حرمتی ہے ۔یہ نظام ملت کے جسد پر ایک لاعلاج کینسر کی حیثیت رکھتا ہے ۔اینٹی کرسچن جمہوریت کی اسمبلی کے روشن خیال سیاسی علما، مشائخ، پیران اور سیاسی ممبران، خداوند قدوس اور رسول خدا ﷺ کے نظام حیات کو مسخ کرنے کے مجرم ہیں ۔جمہوریت کے نظام حکومت میں شامل ہو کر روشن خیال دینی سیاسی جماعتوں کے رہزنوں نے دین کے نظریات کا قتال جاری کر رکھا ہے اور نماز باقاعدگی سے باجماعت پڑھتے بھی جا رہے ہیں ۔یہ کیسے اینٹی کرسچن جمہوریت کے ذریعہ دین محمدی ﷺ کو کچلنے والے منافق مسلمان ہیں! اے دینی اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی جماعتوں کے دینی رہزنوں یہ تو بتاؤ! کہ جب تم مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ اور مخلوط حکومتیں جمہوریت کے مطابق، دین کے نظریات کے خلاف ملت پر مسلط کرو گے، اسکے مطابق اپنی بہو بیٹیوں، ماؤں بہنوں کو لیکر اسمبلیوں میں پہنچ بھی جاؤ گے ۔جب تم ان قوانین کو مسلم امہ کی نسلوں پر مسلط بھی کرو گے ۔تو بے پردگی، بے حیائی، بدکاری اور زنا کاری کو کیسے روک سکو گے ۔کیا مغربی تہذیب کا حشر تمہارے سامنے نہیں! پھر کہتے ہو کہ ملت دین سے دور ہو چکی ہے ۔تم کیسے بدنصیب دین کے محافظ ہو جو حکومتی سطح پر تم دین محمدی ﷺ کے ضابطہ حیات، نظریات، اعتدال و مساوات، معاشی اور معاشرتی قتال اور عدل و انصاف کے روندتے جا رہے ہو۔ انقلاب وقت کو پڑھ لو۔ یقیناً دین محمدی ﷺ تمہیں تحفظ فراہم کریگا۔ اے دینی سیاسی جماعتوں کے دینی رہزنوں یہ تو بتاؤ! کہ جب تم دینی معاشی نظام کو ترک کر کے اینٹی کرسچن جمہوریت کے سودی معاشی نظام اور اسکے سیاسیات، اسکے انتظامیہ اور عدلیہ کے تعلیمی نصاب کو ملت اسلامیہ پر نافذ کرو گے اور ملت کے فرزندان کی پرائمری سے لیکر پی ایچ ڈی تک اسی تعلیمی نصاب کی تعلیم و تربیت جاری رکھو گے ۔تو مسلم امہ کی نسلیں دینی معاشی نظام، اسکی عدلیہ اور انتظامیہ کی تعلیم و تربیت کہاں سے حاصل کریں گی اور کہاں بروئے کار لائیں گی ۔کیا تم نے تمام ملت کو دین محمدی ﷺ سے الگ اور منافقت کے عذاب میں مبتلا نہیں کر رکھا۔ اسکا ذمہ دار کون ہے! کیا دینی جماعتوں کے یہ دینی سیاسی رہنما یہ بتانا مناسب سمجھیں گے! کہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے زیر سایہ طبقاتی تعلیم، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی تعلیمی ادارے مالک اور نوکر، افسر اور اردلی، آقا اور خادم، برہمن اور شودر، حاکم اور محکوم کے طبقات اور معاشی فرق کو تیار کرنے والے صاحب اختیار کون لوگ ہیں ۔انگریز نے تو ایک محکوم قوم کو قابو رکھنے اور نظام حکومت چلانے کیلئے یہ طبقاتی تعلیمی نصاب مقرر کیا تھا۔ پاکستان میں بسنے والی مسلم امہ کی نسلوں پر دین کے خلاف اب یہ طبقاتی تعلیمی نصاب اور طبقاتی تعلیمی ادارے کون چلا رہا ہے ۔دین کے نظام کو ختم اور ملت کو بے دین بنانے کا ذمہ دار کون ہے ۔کیا دینی جماعتوں کے جمہوریت پسند رہنما یہ بتانا مناسب سمجھیں گے! اینٹی کرسچن جمہوریت کے زیر سایہ جمہوریت کے نظام حکومت کے نظام عدل کی تعلیم اور اس کا تعلیمی نصاب پرائمری سے لے کر بار ایٹ لا تک جس میں برٹش لا، امریکن لا، انڈین لا اور ۱۸۵۷ کے ایکٹ کے قوانین کی تعلیم جاری ہے ۔جس سے عدل و انصاف مہیا کرنے والے منصف تیار ہوتے ہیں ۔جس ملک کی انتظامیہ کے اہلکار ایک اپنے مخصوص طریقہ کار سے ایف آئی آر کے مطابق معصوم اور بے گناہ انسانوں کے خلاف حکومتوں اور با اثر سیاستدانوں، حکمرانوں کی سفارشوں، رشوتوں کے مطابق بے بنیاد پرچے درج کرتے ہوں ۔جج حقیقت کو سمجھنے کے باوجود انکے مطابق کاروائی کرنے پر مجبور ہوں، پھر اعلیٰ اور کمتر وکیلوں کے دلائل، سفارشوں اور

حکمرانوں کا دباؤ، رشوتوں کے الگ نظام، انصاف کے متلاشی تھانے کچہریوں کے اخراجات کا ایندھن بنائے جاتے ہوں۔ اس نظام سے سولہ کروڑ مظلوم اور محکوم طبقہ اور انکی نسلوں کو کیسے انصاف مہیا کیا جا سکتا ہے اینٹی کرسچن جمہوریت کے تعلیمی اداروں کے سائے تلے پروان چڑھنے والی عدلیہ، اس عدلیہ اور انتظامیہ کے ارکان، سولہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو کیسے اسلامی ضابطہ حیات، طرز حیات کی زندگی مہیا کر سکتے ہیں۔ اس یزیدی نظام حکومت کو چلانے والے اور ان میں شامل دینی رہنما کون ہیں! آؤ اس اینٹی کرسچن جمہوریت کی گتھی سلجھانے کیلئے ان تمام جمہوریت پسند دینی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو منصف ہی تسلیم کر لیتے ہیں۔ مسلم امہ کے سولہ کروڑ فرزندان اور انکی آنیوالی نسلوں کا کیس ان کے خلاف انکے روبرو، ان کو ہی جج مان کر، ان ہی کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ ملت کی طرف سے انکو ہی وکیل بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔ انکو ہی گواہ مان لیتے ہیں۔ خدارا، ان سے جمہوریت کی روشنی ہی میں فیصلہ کروالیں۔ کہ قرآن پاک پڑھنے پڑھانے کا نام اسلام ہے۔ قرآن پاک کے ترجمہ اور اسکی تشریح و توضیح کرنے کا نام اسلام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ بیان کرنے کا نام اسلام ہے۔ شہیدین کربلا کے سانحہ کو بیان کرنے کا نام اسلام ہے۔ عالموں کے خطاب یا ذاکروں کے ذکر، ماتمی جلوسوں اور عزاداری کرنے کا نام اسلام ہے۔ کیا سیاسی دینی رہنماؤں اور سٹیجوں پر کھڑے ہو کر سانحہ کربلا کو بیان کرنے والوں کا نام اسلام ہے۔ کیا ان طیب ہستیوں کی شہادت کے پس پردہ جو حق و باطل کا نظریہ کارفرما تھا ان سے انکا کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔ ان میں سے حضرت امام حسینؓ پاک عالی مقام کے نظریات اور عمل و کردار کی بیعت کن نے کی ہے۔ کون انکی پیروی کر رہا ہے۔ اور کتنوں نے حضرت امام حسین عالی مقام کے خلاف یزید کے باطل جمہوریت کے نظام کی بیعت کر رکھی ہے، زندگی یزید کے نظام حیات کے کردار میں گم کر دی جائے اور مدح سرائی عالی مقام حضرت امام حسینؓ اور انکے قافلے کے شہدا کی کرتے جائیں۔ ان سے پوچھ تو لو! کفر اور منافقت کس کو کہتے ہیں۔ ملت کے روبرو تمام عقائد کے عالم دین اور تمام مدح خواں سے انکی علمی، عملی بدعملی کی وضاحت طلب کرنا ان مذہبی منکروں سے ناگزیر ہو چکا ہے۔ کیا شہیدین کربلا کا دین انہوں نے روایات میں گم نہیں کر رکھا۔ ان سے پوچھ تو لیں، کہ انکی علمی بحث کی جہالت نے ملک میں فساد اور ملک و ملت میں فرقہ پرستی، نفرت اور نفاق اور ایک دوسرے کے قتال کا عمل شروع نہیں کر رکھا۔ کیا اس عبرتناک طرز حیات کا نام اسلام ہے! کیا حضور نبی کریم ﷺ کے ماننے والے درویشوں، ولیوں اور فقیروں کے تذکروں، انکی عظمتوں اور انکے کلام کو ترنم سے سنانے کا نام اسلام ہے!۔ کیا حضور نبی کریم ﷺ کی نعت شریف سننے اور اس پر کیف و سرور کے اظہار کا نام اسلام ہے! کیا ان روایات کو دین کی اطاعت کہا جا سکتا ہے! جب عملی زندگی یزید کے نظام حیات کی پیروی بن چکی ہو۔ کیا دین کے نام پر جمہوریت کے باطل کدہ کے نظام کے ایم پی اے۔ ایم این اے، سینٹروں، وزارتوں، مشاورتوں، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم یا صدر پاکستان کے حصول کا نام اسلام ہے!۔ صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، گورنر ہاؤسز، وزیر اعلیٰ ہاؤسز، کیونیشن ہالوں، اسلام آباد کلبوں، پنجاب ہاؤسوں، سندھ ہاؤسوں اور تمام سرکاری شاہی محلوں کی تعمیرات اور ان تک رسائی کا نام اسلام ہے!۔ کیا طبقاتی نظام حیات قائم کرنے اور طبقاتی شاہی سہولتوں کی زندگی گذارنے کا نام اسلام ہے!۔ کیا مسلم امہ کے سیاسی دینی جماعتوں کے رہنماؤں کو اقوام عالم کے روبرو اس طرح کا غیر دینی اور غیر اسلامی کلچر پیش کرنے کا نام اسلام ہے!۔ کیا یہ عالم دین، مشائخ اور تمام اس باطل نظام کے پیران دعاملت کے اور صاحب مزار ہستیوں کے نظام حیات کے باغی

،منکر اور جمہوریت کے ایجنٹوں کے فرائض ادا نہیں کر رہے! کیا یہ انکی سادہ و سلیس زندگی، قلیل ضروریات، دین کی تبلیغ، دینی صفات اور دینی صداقتوں کے وارث ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں! ان سے خدا اور رسول ﷺ کے نظریات اور تعلیمات کو کچلنے کے جرم کی تعزیرات اور سزا تو پوچھ لو۔ ملت کے جسد کو جمہوریت کے کینسر میں مبتلا کرنے کے جرم کا فیصلہ ان سے ہی کروا لو۔ اگلے جملے میں انکے فیصلہ کی سزا کا اندراج ان ہی سے کروا لو۔ کیا یہ تمام جمہوریت پسند علما، مشائخ اور باطل جمہوریت کے نظام حکومت کے پیران دعا، تمام نان کرسچن جمہوریت کے سیاستدان اور حکمران مسلم امہ کے کلچر اور تہذیب کو ختم کرنے کے مجرم اور واجب القتل ہیں یا نہیں!۔

دینی عالموں، مشائخ کرام اور پیران دعا نے ملک و ملت پر قرآن فہمی کا درس دینے، خدا اور رسول ﷺ کی قربت اختیار کرنے کے راستوں کی نشان دہی کرنے، انکے نظام حیات کی اطاعت کا سبق سکھانے، دین کی خوشبو کو کریہ کریہ، بستی بستی، نگر نگر، کو بکو پھیلانے کے عمل کو ترک کر کے انہوں نے ملت کو فرقوں جمہوریت کی سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ مشائخ کرام نے الگ اپنے اپنے سلسلہ میں مسلم امہ کو مقید کر رکھا ہے۔ علما نے دینی مدارس اور مشائخ کرام نے آستانوں اور سیاستدانوں نے حکومتی ایوانوں پر قبضہ کر رکھا ہے، ملت کی وحدت کا شیرازہ علما کرام، مشائخ کرام اور سیاستدانوں نے بکھیر کر رکھ دیا ہوا ہے۔ نہ یہ دین کے راہی ہیں اور نہ راستہ آشنا لیکن دور حاضر کے پکے رہنما ہیں۔ یہ مادیت اور اقتدار کے گمراہی کے صحرا میں گم ہیں۔ علما تو اٹھارہ ہزار علما کا حصہ بن چکے ہیں۔ صاحب مزار بزرگان دین کی اولادوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ انکا منصب اور مقصد حیات کیا ہے اور وہ کیا کر رہے ہیں۔ اپنے آباؤ اجداد کی توہین، گستاخی، بے ادبی از خود نہ کریں۔ انکی صاحب مزار ہستیوں سے لاتعلقی مستند ہو چکی ہے۔ وہ ان سے علمی اور عملی دوری کی سزا میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ مخلوق خدا کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے کی لاتعلقی، حصول اقتدار، مال و دولت کی خواہشات، شہرت کی چتا اور حکمرانوں کے ایجنٹوں کے فرائض ادا کرنے اور انکی حکومتوں کو مضبوط کرنے کے عمل سے باز آ جائیں۔ ایسے اعمال انکے اور انکی اولادوں کی گمراہی کا سبب بن چکی ہیں۔ یا اللہ ملت کو دین کے دین کش رہنماؤں کے عذاب سے نجات عطا فرما۔ امین۔ دوں کی زندگیوں وہ تو کم از کم اس اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت میں شامل نہ ہوں اور نہ ہی اپنے ایسے مریدین سے روحانی تعلق کا دعویٰ قائم رکھیں چاہے وہ جمہوریت کے صدر پاکستان ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ تلخ حقیقت ہے کہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے یزیدی نظام کی بیعت کے بعد اگر وہ حکومت میں شامل ہوتے ہیں تو انکا اپنے بزرگوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اینٹی کرسچن جمہوریت مغرب کے دانشوروں کا مذہب ہے جو وہ پاکستان پر مسلط کر گئے۔ جمہوریت کی سیاست سے منسلک علما کرام، مشائخ کرام اور سیاسی رہنماؤں نے مل کر ملک و ملت کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام، سسٹم اور نظریات کے شکنجوں میں جکڑ کر ملکی وسائل، دولت، خزانہ، اقتدار اور حکومت پر قبضہ کر رکھا ہے۔ جمہوریت کے نظام کی سرکاری بالادستی نے دین محمدی ﷺ کے نظام، سسٹم اور نظریات کو منسوخ کر کے دین کی آفادیت، دین کی حکمت، دین کے کردار کی لذت سے ملت کو محروم کر رکھا ہے۔ دین کا ارتقائی عمل رک چکا ہے بلکہ تنزلی کے اندھیروں میں گم ہو چکا ہے۔ ملت سے دین کی منزل کا راستہ چھین لیا گیا ہے۔ روشن خیال اسلام کے منکر اینٹی کرسچن جمہوریت کی اسمبلیاں کے ذریعہ قرآن کو بدلنے میں کوشاں ہیں۔ جمہوریت کی تقلید اور اسکی محکومی میں دین کی تحقیق زوال پذیر ہو چکی ہے۔ اس وقت ملت کے پاس صرف دین کا نام باقی ہے۔ دین کی بقا اور دین کی بالادستی قائم کرنا

ہوگی ۔اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کوتوفیق عطافرما کہ وہ اس منافقت سے انسانیت کونجات دلاسکیں ۔عدلیہ کے سربراہ کیلئے غور فکراور فیصلے کا وقت ہے ۔اپنے عدلیہ کے ممبران کو اکٹھا کرے اور ملت کو اس سانحہ سے نجات دلائے ۔ اے پیغمبرانِ خدا، اے خاتم الانبیاء ﷺ ہم سب کو آواز حق اٹھانے کی صلاحیت اور طاقت عطافرماؤ ۔سوچ کو درست اور الفاظ کو تاثیر کی خوشبو سے مالا مال فرماؤ ۔اے اللہ تعالیٰ جی مسلم امہ اور تمام انبیاء علیہ السلام کو ماننے والوں اور بنی نوع انسان پر رحم فرماؤ ۔

آمین ۔

عنایت اللہ ۔

OQASA